Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 1, Spring 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

پاکستان میں فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان: وجوہات، اثرات اور حل

Title: **The Tendencies of Sectarianism in Pakistan: Causes, Effects, and Solutions**

Author (s): Muhammad Atif Aslam Rao[1], Anwar Ali[2]

Affiliation (s): [1] University of Karachi, Pakistan
[2] Government Higher Secondary School Topi, Swabi, Pakistan

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.31.03

History: Received: January 5, 2023, Revised: March 11, 2023, Accepted: April 14, 2023, Published: June 20, 2023

Citation: Rao, Muhammad Atif Aslam, and Anwar Ali. "The Tendencies of Sectarianism in Pakistan: Causes, Effects, and Solutions." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no.1 (2023): 48–61. https://doi.org/10.32350/mift.31.03

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

پاکستان میں فرقہ وارانہ رجحانات: وجوہات، اثرات اور حل

The Tendencies of Sectarianism in Pakistan: Causes, Effects, and Solutions

Muhammad Atif Aslam Rao*

University of Karachi, Pakistan

Anwar Ali

Government Higher Secondary School Topi, Swabi, Pakistan

ABSTRACT

Though sectarianism and the violence carried out in its name have plagued the country since its inception but the divisive trend saw a systematic and unusual growth since ١٩٨٠s. Sectarianism is generally taken to mean insistence on an exclusivist doctrine and attempts by its adherents to impose their version of faith on the rest of society by any means, violent included. Unfortunately, the engineered menace did not disappear with the defeat of Soviet Union and containment of Iran and took roots in society, exacerbating intolerance between rival religious groups to such an extent that one group considered the other as an apostate and recklessly declared it as such in public. It was in spite of the fact that the Prophet (peace be upon him) had proclaimed in unequivocal terms that difference of opinion (among jurists) was a blessing. One can find innumerable examples throughout Islamic history attesting to the fact how caliphs, successors, their followers and Imams of different schools of thought showed respect to each others' opinions and none passed verdicts of apostasy against the other. This paper presents a contemporary analysis of sectarianism in Pakistan by contextualizing its causes, pointing out major fault-lines and assessing its impact on people at large with major focus on the resurgence and cancerous growth of the practice of Takfīr. The research recommends that an inter-confessional informed dialogue in a peaceful environment is the first and foremost step required to break the ice and teach tolerance to the many groups who perceive each other as sworn enemies. This first step may follow further actions to keep temperatures in check, build confidence and finally bring the sects' representatives to accept an end to practice of Takfīr and establishment of an atmosphere of peaceful coexistence and tolerance.

Keywords: Pakistan, Sectarianism, Religious Violence, Takfir.

*Corresponding author: Muhammad Atif Aslam Rao at dratifrao@uok.edu.pk

تمہید

دینِ اسلام اللہ تعالیٰ نے ابدی دین بنا کر رسول اللہ ﷺ کے ذریعے دنیا میں بھیجا جس نے تا قیامت آنے والے انسانوں کی راہ نمائی کرنی ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کی دعوتِ خطاب میں قیامت تک آنے والے تمام انسان شامل ہیں۔ جس کا ثبوت قرآن کریم کی مکی و مدنی سُوَر وآیات میں موجود کم و بیش اٹھارہ (۱۸) جگہوں میں یَاَیُّہَا النَّاسُ کے کلمات کی صورت میں موجود ہے۔

اس دین میں اللہ پاک نے استنباط و اجتہاد کا دروازہ کھول کر ایسی لچک رکھ دی ہے کہ یہ کسی بھی دَور اور علاقہ سے تعلق رکھنے والے انسانوں کی مکمل راہ نمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اختلافِ رائے کوئی مذموم شئی نہیں بشرط یہ کہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے احترام باہمی، رواداری، اجتماعی مفاد، تحمل و برداشت اور اپنی بات پر عدمِ اصرار جیسے جذبات کے تحت ہو۔ ہماری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ صدرِ اول ہی سے مختلف فرقے وجود میں آگئے، ایسے ہی کلامی بحثوں کی وجہ سے کئی مکاتبِ فکر سامنے آئے، علاوہ ازیں مختلف فقہی مسالک وجود میں آئے لیکن تکفیری رجحانات اور قتل و غارت گری کی اتنی عمومی فضا بننے کی کبھی نوبت نہ آئی۔ برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے کئی صدیاں باہم شیر وشکر رہے۔

پاکستان میں بد قسمتی سے چند دہائیوں سے فرقہ واریت کا رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے جس کی مختلف وجوہات ہیں۔ ان وجوہات میں معاشی عدم استحکام، ملکی و قومی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، انتہا پسندی، عصری علوم سے دوری، نبوی مزاج سے ناواقفیت، اپنے نظریے کی دوسروں پر زبردستی نفاذ کی کوشش، اختلاف رائے کی حدود سے ناواقفیت، قرآن کریم کی من مانی تفسیر، حکومت کا ان مسائل کے حل میں عدم دلچسپی، تعلیمی اداروں کا اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرنا، علماء کرام کا امت کی بھرپور راہ نمائی سے پہلو تہی وغیرہ۔ ان منفی رجحانات کے بڑھنے سے ملک و قوم پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں جن میں تحمل کا فقدان، فریقِ مخالف کے لیے عدم برداشت، رواداری کی کمی، لڑائی جھگڑے، فسادات، قتل و غارت، مرنے مارنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا، اتحاد و یگانگت کی کمی، بے رحمی و سفاکیت کے جذبات کا پیدا ہونا وغیرہ۔

زیرِ نظر مقالہ میں انہیں زاویوں یعنی فرقہ واریت و کی وجوہات کا تذکرہ کیا جائے گا نیز اس کے نتیجے میں ملک و قوم پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لینے کے بعد اس کے تدارک کی مختلف صورتوں پر بحث کرتے ہوئے ان کا حل پیش کیا جائے گا۔

فرقہ واریت

اپنے مذہب و مسلک کو برحق گردانتے ہوئے فریقِ مخالف کو اہلِ باطل شمار کرنا اور ان سے متعصبانہ رویہ اختیار کرنا، فرقہ پرستی کہلاتا ہے جس کی اسلامی تعلیمات میں کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُواْ﴾[1]

ترجمہ: اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

---

[1] آلِ عمران ۳:۱۰۳۔

اسلام اجتماعیت کا درس دینے والا دین ہے۔ چنانچہ سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ﴾[۲]

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے (جدا جدا راہیں نکال کر) اپنے دین کو پارہ پارہ کر دیا اور وہ (مختلف) فرقوں میں بٹ گئے، آپ کسی چیز میں ان کے (تعلق دار اور ذمہ دار) نہیں ہیں۔ یعنی پیغمبرِ اسلام ﷺ کا فرقہ پرستوں سے کوئی تعلق و سروکار نہیں کیونکہ انہوں نے شیرازۂ ملت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے بالمقابل ملت کے اتفاق و اتحاد کو قائم رکھنے والوں کے متعلق نہایت حوصلہ افزا فرمان نبوی کتبِ حدیث میں موجود ہے:

﴿يَدُ اللهِ مَعَ الجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَى النَّارِ﴾[۳]

ترجمہ: اجتماعی وحدت کو اللہ کی تائید حاصل ہوتی ہے، جو کوئی جماعت سے جدا ہو گا وہ دوزخ میں جا گرے گا۔

یعنی جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور حمایت ہر آن و ہر گھڑی شامل حال ہوتی ہے۔ اور جو جماعت سے کٹ جاتا ہے اس کے لیے نہایت سخت وعید ہے کہ جدا ہونے والے کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔ ایک اور مقام پر دنیاوی لحاظ سے فرقہ پرستی و گروہ بندی میں ملوث افراد کے بارے بہت ہی سخت اقدام کرنے کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے:

﴿فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَهَذِهِ الأُمَّةِ وَهْىَ جَمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ﴾[۴]

ترجمہ: جو شخص بھی جماعت کی وحدت اور شیرازہ بندی کو منتشر کرنے کے لئے قدم اٹھائے اس کا سر قلم کر دو۔

۱. پاکستان میں فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان کی وجوہات

پاکستان میں فرقہ پرستی اور تکفیری رجحانات کی کئی وجوہات اور اسباب ہیں ان میں سے چند ایک کو ذیل میں قلمبند کیا جاتا ہے:

۱.۱ عوام کی لاعلمی و جہالت اور قرآن کریم سے بُعد و دوری

آج کے اس پُر فتن دور میں قرآن کریم سے بے توجہی بھی فرقہ پرستی کی ایک اہم وجہ ہے۔ اگر قرآن کی طرف عوامی سطح پر رجوع صحیح معنیٰ میں کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل نہ کر سکیں۔ قرآن کریم کی تو خصوصیت ہی یہ ہے کہ وہ توڑ کی بجائے جوڑ کی ترغیب دیتا ہے، آپس کے اختلاف و افتراق کو دور کرتا ہے، سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ﴾[۵]

---

[۲] الانعام ۶:۱۵۹۔

[۳] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، **جامع الترمذی**، کتاب الفتن عن رسول، (بیروت: دار الاحیاء التراث)، ج۴، ص۴۶۶، رقم الحدیث: ۴۹۰۲۔

[۴] مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، **صحیح مسلم**، کتاب الامارۃ، (بیروت: دار الجیل)، ج۵، ص۲۹۲، رقم الحدیث: ۴۹۰۲۔

[۵] بنی اسرائیل ۱۷:۹۔

ترجمہ: بے شک یہ قرآن ہدایت دیتا ہے اس راہ کی طرف جو بالکل سیدھی ہے۔

مسلمانوں نے اس ہدایت کے سرچشمے کو چھوڑ کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے اور آج سب سے زیادہ تعداد میں ہونے کے باوجود، بہترین فوج، وسائل، معدنیات، تیل، ایٹمی قوت، بندرگاہیں، موسم، غلہ واناج وغیرہ کی فراوانی ہوتے ہوئے بھی دنیا میں ذلیل وخوار ہیں بنیادی واہم وجہ قرآن کریم کی تعلیمات سے دوری ہے بقولِ اقبال

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر[6]

۱.۲. بیرونی مداخلت

پاکستان معرضِ وجود میں آتے ہی دنیائے کفر کی آنکھوں میں کھٹکنے لگا اور اسی وقت سے اس کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کی کوششیں شروع ہو گئیں۔ اس کی نظیر ہمیں مطالعۂ سیرت سے ملتی ہے جیسا کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ پہنچے تو نوزائدہ ریاست کو کمزور کرنے کے لیے اہلِ مکہ مختلف سازشوں میں ملوث نظر آتے ہیں۔ کبھی قریشِ مکہ بدر واُحد میں لشکر کشی کرتے ہیں تو کبھی عرب کے دیگر قبائل کو ساتھ ملا کر حملہ آور ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ کے رہنے والے یہودی قبائل کو اندرونی طور پر مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اسی طرح سیرت کے آئینہ میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی شاندار کامیابی کے بعد یہودی شماس بن قیس نے انصار کے قبائل اوس وخزرج کو ایک موقع پر جاہلی دور کے جذبات ابھار کر لڑانا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی اور فوراً موقع پر پہنچ کر صلح کرادی۔[7] اسی طرح غزوہ بنو مصطلق میں عبد اللہ بن ابی منافق نے مہاجرین وانصار کو باہم لڑائی پر آمادہ کیا لیکن نبی کریم ﷺ نے موقع پر پہنچ کر صلح کرادی۔[8] اس سے معلوم ہوا کہ ریاست کے حالات خراب کرنے میں بیرونی سازشیں تاریخ کا حصہ ہیں اور اس موقع پر حکومتِ وقت ایسے مسائل کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔ کچھ ایسے ہی حالات اسلام کے نام پر بننے والی مملکتِ خداداد پاکستان کے بھی ہیں۔ مختلف اوقات میں اس کے خلاف لشکر کشی ہوئی، اس کی شہ رگ پر ناجائز قبضہ کیا گیا، اس کو دو ٹکڑے کیا گیا، اس کی سرحدوں اور فضائی حدود کی خلاف ورزیاں کی گئیں، لسانی وعلاقائی تعصبات کو ہوا دی گئی اور اب گزشتہ چند دہائیوں سے فرقہ واریت کو ہوا دی جا رہی ہے۔

۱.۳. مؤثر قانون سازی کا فقدان

فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے قومی اسمبلی اور سینٹ سے مؤثر قانون سازی کے ذریعہ خاطر خواہ فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں لیکن افسوس کہ آج تک اس پہلو پر کوئی قانون سازی عمل میں نہیں آئی جس کا نقصان ملک بھر میں عدم برداشت، لاقانونیت، فرقہ پرستی وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ پاکستان کے مختلف مسالک کے علماء مختلف مواقع پر مؤثر قانون سازی کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ء کو آرمی پبلک اسکول

---

[6] علامہ محمد اقبال، **بانگِ درا**، (لاہور: مطبوعات شیخ غلام علی، ط-اول ۱۹۷۶)، ص ۴۰۔

[7] عبد الرحمٰن کیلانی، **تفسیر تیسیر القرآن**، (لاہور: مکتبۃ السلام، ۱۴۳۲ھ)، ج ۴، ص ۲۷۱۔

[8] ایضاً ص ۲۷۱۔

پشاور پر سفاکانہ حملے[9] کے بعد ۲۵ دسمبر کو وزیر اعظم کی اے پی سی کے اجلاس کے بعد تقریر میں بھی اس بات کا اعلان کیا گیا کہ فرقہ واریت کو جڑ سے ختم کیا جائے گا اور اس سلسلے میں جامع ایکشن پلان، اسپیشل ٹرائل کورٹس، انسدادِ دہشتگردی کے ادارہ نیکٹا کو مضبوط بنانا وغیرہ امور کے اعلانات بھی ہوئے[10] اور کسی حد تک عمل درآمد بھی لیکن مستقل قانون سازی اور اس کا عملی اطلاق آج بھی مفقود ہے۔

۱.۴ فرقہ وارانہ لٹریچر پر عدم پابندی

مختلف فرقوں کی معزز ہستیوں کے بارے گستاخانہ مواد پر مشتمل لٹریچر ملک میں فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکانے میں نہایت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ لٹریچر اردو، عربی، فارسی اور علاقائی زبانوں میں انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ائمہ کرام کے بارے میں نازیبا کلمات سے پُر ہے جس کی وجہ سے مختلف فرقوں کے ماننے والوں کے جذبات مجروح کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس طرح غم و غصہ کی کیفیت میں کسی بھی حد تک چلے جاتے ہیں۔ تمام مسالک کے علماء کرام وقتاً فوقتاً مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ فسادی اور فرقہ وارانہ لٹریچر پر پابندی لگائی جائے[11] لیکن مستقل طور پر کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ جب بھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہوا تو فوری طور پر چند عارضی اقدامات اٹھائے گئے ہیں لیکن پائدار حل ندارد۔

۱.۵ بین المسالک مباحثہ نہ ہونا

مختلف مسالک کے نمائندوں کا آپس میں نہ ملنا اور بحث و مباحثہ نہ ہونا بھی دوریاں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ حکومتی نگرانی میں مختلف مسالک کے علماء کو آپس میں مشترکات پر گفتگو نہ کرنے سے بھی فرقہ پرستی اور تکفیریت مسلسل پروان چڑھ رہی ہے۔ اسی طرح معتدل علماء کا مختلف فیہ مسائل میں آگے آکر پالیسی بیان نہ دینا اور ایک مخصوص دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزار دینا بھی مختلف فرقوں میں فرقت اور دوری کا سبب بن رہا ہے۔ اگر معتدل علماء کرام اپنے اپنے مسلک کی باگ ڈور سنبھال لیں تو آپس کی مخالفت اور عدم برداشت میں کافی حد تک کمی آئے گی۔ اگرچہ اس سلسلے میں ملی یک جہتی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء نے مل کر ایک فورم تشکیل دیا تھا لیکن جیسی توقعات اس فورم سے وابستہ تھیں، وہ حاصل نہ ہوئیں۔ اس لیے مختلف مسالک کے علماء کا ایسا مؤثر پلیٹ فارم نہ ہونا بھی فرقہ پرستی اور تکفیریت کے رجحان میں اضافے کا سبب ہے۔

۱.۶ ضد و عناد

فرقہ پرستی کی دیگر وجوہات کے علاوہ ایک وجہ حب جاہ، دنیاوی حرص، بڑائی و انا، شہرت اور ضد و عناد ہے جسے قرآن کریم نے بَغۡيًا سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾[12]

---

[9] روزنامہ ایکسپریس، (اسلام آباد: دسمبر ۲۰۱۴ء)، شمارہ ۱۷، ص ۱۔

[10] روزنامہ نوائے وقت، (راولپنڈی: دسمبر ۲۰۱۴ء)، شمارہ ۲۵، ص ۱۔

[11] روزنامہ ایکسپریس، (اسلام آباد: ستمبر ۲۰۱۴ء)، شمارہ ۱۴، ایکسپریس فورم رپورٹ۔

[12] شوریٰ ۴۲: ۱۴۔

ترجمہ: اور لوگوں نے آپس کی عداوتوں کی وجہ سے (دین میں) جو تفرقہ ڈالا ہے وہ اس کے بعد ہی ڈالا ہے جب ان کے پاس یقینی علم آ چکا تھا۔

اس آیتِ کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اختلاف و افتراق کا باعث غلط فہمی یا جہالت نہیں ہوا کرتی بلکہ اکثر و بیشتر باہمی عناد، ضد، ہٹ دھرمی اور رقابت ہوتی تھی۔ انہیں معلوم ہوتا تھا کہ حق و سچائی کا راستہ ان کا اختیار کردہ راستہ نہیں بلکہ دنیاوی اغراض، حب جاہ، حب دنیا اور ضد انہیں ایسا کرنے پر مجبور کرتی تھیں۔

۱.۷. دین میں غلو

ایک اور اہم سبب فرقہ پرستی کا غلو فی الدین ہے۔ غلو کا معنی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ قرآن کریم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُواْ فِي دِينِكُمْ وَلاَ تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ إِلاَّ الْحَقَّ﴾ [۱۳]

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

﴿قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ﴾ [۱۴]

ترجمہ: (اور ان سے یہ بھی کہو کہ) اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی عیسائیوں کے اس غلو کے پیش نظر اپنے بارے میں اپنی امت کو متنبہ فرمایا۔

﴿لاتطرونی کما اطرت النصاری عیسیٰ ابن مریم! فانما انا عبده، فقولوا:عبد الله ورسوله﴾ [۱۵]

ترجمہ: تم مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو بڑھایا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، پس تم مجھے اس کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔

دین میں غلو نے یہود و نصاریٰ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کی پیروی سے منع فرمایا۔ آپ نے اس بات کی تاکید کی کہ خبردار محبت و دشمنی میں کہیں ان کی طرح افراط و تفریط کا شکار ہو کر راہِ راست سے نہ ہٹ جانا۔ آج اگر مختلف فرقوں اور مسالک کے افراد کا جائزہ لیا جائے تو غلو کی وجہ سے صحیح راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ لہٰذا غلو سے بچتے ہوئے ہی صحیح معنوں میں دینِ اسلام پر عمل کیا جا سکتا ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مسلک و فرقہ کے افراد اپنے رویوں پر نظر ثانی فرمائیں تاکہ غلو سے احتراز کرتے ہوئے دین متین پر شارع علیہ السلام کی منشاء و مرضی کے مطابق عمل ممکن ہو سکے۔

۲. پاکستان میں فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان کے اثرات

---

[۱۳] النساء ۴:۷۷۔

[۱۴] المائدہ ۵:۱۷۱۔

[۱۵] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷)، ج ۳، ص ۱۲۷۱، رقم الحدیث: ۳۲۶۱۔

اختلاف رائے ایک فطری چیز ہے جس کو مٹانا مقصود نہیں اور نہ ہی یہ ہمارے دین کی منشاء ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ﴾[16]

ترجمہ: اگر آپ کا رب چاہتا تو بنا دیتا لوگوں کو ایک ہی امت، مگر وہ اختلاف میں ہی رہیں گے۔

جہاں پر بھی کوئی ذی رائے، سوجھ بوجھ والا اور دیانت دار آدمی ہو گا تو رائے کا اختلاف لازماً ہو گا۔ دینِ اسلام عین فطرت کے مطابق ہے اسی لیے یہ ایک فطری جذبے کو دبانے کے بجائے صحیح سمت متعین کر کے اس پر چلاتا ہے۔ شورائیت کا تصور بھی اسلام اسی لیے دیتا ہے تاکہ مختلف آراء سامنے آئیں اور صحیح فیصلہ کیا جا سکے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے دور سے جزئیات میں اختلاف چلا آ رہا ہے لیکن اس کو کبھی بھی ذاتیات، مخالف، عناد وغیرہ کی حدود تک نہیں لے جایا گیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں اختلاف رائے فرقہ پرستی اور تکفیری رجحانات پر منتج ہوا۔ آج پاکستانی معاشرہ اس کے مختلف اثرات مثلاً مخالفت، ذاتی دشمنی، قتل و غارت گری، عدم برداشت، مخالف فرقہ کو باطل قرار دینا، مخالفین کو سبّ و شتم کا نشانہ بنانا، تعصب، نفرت، وغیرہ کی وجہ سے اجتماعیت و یگانگت سے محروم ہے۔

فرقہ پرستی اور تکفیری رجحانات کے پاکستانی معاشرے پر کئی طرح کے اثرات مرتب ہوئے ہیں، اور اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اس ناسور نے معاشرے کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے اور مسلم معاشرے کے اوصاف جیسے ایثار، قربانی، اخوت، رواداری، برداشت، تحمل وغیرہ سے اسے تہی دامن کر دیا ہے، پاکستانی معاشرے پر ان منفی اثرات میں سے چند ایک کو ذیل میں قلمبند کیا جاتا ہے:

۲.۱. مخالفت، ذاتی دشمنی اور باہمی نفرت

فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان نے مسلم معاشرے پر کئی منفی اثرات مرتب کیے۔ چنانچہ افرادِ معاشرہ میں اختلاف رائے کی بجائے مخالفت، بھائی چارے و اخوت کی جگہ آپس کی دشمنی اور مودت و رحمت کے بجائے باہمی نفرت جیسے مذموم جذبات نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ حالانکہ اسلام نے ہر قسم کے جاہلی جذبات و احساسات کو دبا کر رحماء بینهم جیسا بہترین نعرہ عمل کے لیے امت کو دیا۔ جو سختی و درشتی کفار کے بارے میں ہونی چاہیے تھی فرقہ واریت کی نحوست سے وہ مخالف فرقہ کے افراد کے حق میں روا رکھی جا رہی ہے اور آپس کے فروعی اختلاف کو کفر و اسلام کی جنگ گردانا جا رہا ہے جس کا لازمی نتیجہ نفرت، عداوت اور مخالفت کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

۲.۲. عدم برداشت

آپس کی مخالفت، دشمنی اور نفرت نے مسلم فرقوں کے مابین اور عام مسلمانوں میں بھی عدم برداشت کی کیفیت کو جنم دیا ہے اور کوئی شخص اپنے مسلک، مسلکی علماء اور مسلک سے وابستہ مسائل کے خلاف کوئی بات برداشت کرنے کو تیار ہی نہیں۔ اور اس کے لیے وہ قانون کو بھی ہاتھ میں لینے سے گریز نہیں کرتا۔ ملک کے طول و عرض میں کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جو اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ کسی خاص مسئلے میں اپنے مسلک کے خلاف بات برداشت نہیں کی جاتی۔

---

[16] ھود ۱۱:۱۱۸۔

۲.۳. قتل وغارت گری

اسی عدم برداشت کا نتیجہ ہے کہ معاشرے میں کسی کے قتل کو معمولی سمجھا جانے لگا۔ کسی نے مخالف بات کی اور اس کو قتل کر کے اپنے آپ کو جنت کا حق دار گردانا جاتا ہے۔ اس میں گزشتہ چند دہائیوں میں فرقہ وارانہ قتل و غارت گری میں کئی جید علماء، عام مسلمان، سرکاری افسران، پولیس، رینجرز اور فوجی جوان شامل ہیں۔ مولانا حسن جان، مولانا سرفراز نعیمی، چارسدہ یونیورسٹی میں طالب علم کا قتل، پنجاب کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسر کا قتل وغیرہ سب عدم تحمل وعدم برداشت کا شاخسانہ ہے ورنہ قانون موجود تھا، اس کے مطابق کاروائی کی جاسکتی تھی۔

۲.۴. مخالف فرقہ کو باطل قرار دینا

اس غلط رجحان نے ایک اور منفی اثر معاشرے پر مرتب کیا ہے وہ اپنی رائے کو صحیح سمجھنا اور دوسرے مکاتب فکر والوں کو صریح غلطی پر سمجھنا۔ حالانکہ جس رائے تک ہمارے مسلک کے علماء اجتہاد کے ذریعہ پہنچے ہیں فریق مخالف کے علماء اسی طرح اجتہاد کے ذریعہ دوسری رائے پر پہنچے لہذا جہاں ہم اپنے مسلکی عالم کی رائے کو صحیح سمجھیں وہیں دوسرے مسلک والے کی رائے کا بھی احترام کریں۔

۲.۵. مخالفین کو سبّ وشتم کا نشانہ بنانا

اسی طرح مخالفین کو برا بھلا کہنا اور ان کو سبّ وشتم کا نشانہ بنانا بھی فرقہ واریت کی وجہ سے معاشرہ پر انتہائی قبیح اثرات میں سے ایک ہے۔ حالانکہ ایسا پُر تشدد رویہ رکھنے سے کسی کی اصلاح ممکن نہیں۔ یہ دعوت وارشاد کے اصول ہی کے خلاف ہے۔ دعوت کے لیے تو اللہ کریم نے حکمت وبصیرت سے بات کرنے کا اور نرم رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرعون کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھیجتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ یہی تھا کہ

﴿فَقُولا لَهُ قَوْلاً لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى﴾[۱۷]

ترجمہ: جاکر دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ نصیحت قبول کرے، یا (اللہ سے) ڈر جائے۔

یعنی خدا اور رسول کے بدترین دشمن سے بھی نرمی سے بات کرنی چاہیے شاید کہ وہ راہِ راست پر آجائے۔ جب ایک کافر کے لیے دو پیغمبروں کو یہ حکم ہے تو مسلمانوں کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے تو بدرجۂ اولیٰ یہ حکم ہو گا۔ لہذا نرم گفتاری ایک داعی کی بنیادی تربیت میں شامل ہونی چاہیے۔ اور ہر قسم کی طعن و تشنیع اور سبّ وشتم سے اجتناب و پرہیز نہایت ہی ضروری ہے۔ ان صفات کے نہایت ہی مفید اور دوررس اثرات مخالف فرقہ کے افراد پر پڑیں گے اور یوں آپس میں دوریاں قربتوں میں تبدیل ہوں گی۔

۲.۶. تعصب

فروعی اور مجتہد فیہ مسائل میں تعصب اختیار کیا جاتا ہے اور اپنی رائے کے علاوہ دیگر کو ناحق اور گناہ کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔ اس طرح کا

---

[۱۷] طٰہٰ ۲۰: ۴۴۔

رویہ فرقہ واریت کی وجہ سے معاشرے میں پنپ چکا ہے۔ یہ دین میں غلو اور تعصب کی مثال ہے اور اس میں اس حد تک آگے چلے جاتے ہیں کہ مسلکی ترویج واشاعت کو اسلام کی اشاعت سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم تو اس رسول عربی ﷺ کے ماننے والے ہیں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ تو کیا نبی کریم ﷺ کی محبت ہمیں اس فرمان پر عمل کرنے پر مجبور کرے گی اور فروعی معاملات میں تفرقہ بازی اور جماعت بندی سے بچنے کا وسیلہ بنا سکتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

﴿أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِن كَانَ مُحِقًّا﴾[۱۸]

ترجمہ: میں اس شخص کو پہلے جنت کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے۔

کیا ہم نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو ان فروعی معاملات میں تفرقے سے بچنے کا ذریعہ نہیں بنا سکتے؟

۳. پاکستان میں فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان کا مؤثر و پائیدار حل

اسلام امن و بھائی چارے کا مذہب ہے جو نہ صرف اپنے ماننے والوں بلکہ اپنے بدترین مخالفین یعنی یہود و نصاریٰ کو بھی ایک مشترکہ نکتہ پر اتحاد کی دعوت دیتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾[۱۹]

ترجمہ: (مسلمانو! یہود و نصاری سے) کہہ دو کہ: اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہم تم میں مشترک ہو، (اور وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو: گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

اسی طرح اسلام تمام انسانوں کو تقویٰ یعنی خوف خداوندی کا حکم دیتے ہوئے ان کی ابتدا سے متعارف کرتا ہے کہ اے لوگو، تم سب ایک باپ کی اولاد ہو لہٰذا آپس کے اختلاف و افتراق سے بچنا چاہیے۔ اس آیت میں تو تمام انسانوں کو آپس میں ایک نکتے پر جمع کرنے کے لیے ان کی ابتداء آفرینش کا حوالہ دیا گیا ہے، چنانچہ سورۃ النساء میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾[۲۰]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا۔

اس کے علاوہ بھی دوسری جگہوں پر اخوت و بھائی چارے کی ترغیبی آیات آئی ہیں مثلاً

---

[۱۸] ابو داود سلیمان بن الاشعث السِّجِستانی، **سنن ابی داود**، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ)، ج ۴، ص ۲۵۳، رقم الحدیث: ۴۸۰۰۔

[۱۹] آلِ عمران ۳: ۶۴۔

[۲۰] النساء ۴: ۱۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾[21]

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لیے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ۔

ایسے ہی قرآن کریم میں حکمران کی اطاعت کی تاکید کی گئی ہے اور علماء امت کا اتفاق ہے کہ اس کے خلاف ہر قسم کی مسلح بغاوت ناجائز ہے[22] اور کسی بھی قسم کے تنازعہ واختلاف کی صورت میں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[23]

ان تمام آیات سے آپس کے جوڑ کی ترغیب معلوم ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کا دینِ اسلام نے خاص طور پر خیال رکھا ہے۔

اب ذیل میں چند اقدامات کی طرف راہ نمائی کی جارہی ہے جن سے امید ہے کہ تکفیری رجحان اور فرقہ پرستی کے مسئلے کا پائیدار حل ممکن ہو گا:

۳.۱. قرآن کریم کے عوامی دروس کا اہتمام

قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے سرکاری سطح پر اقدامات کیے جائیں۔ مدرسین کو عوامی درس کی تربیت دی جائے اور فرقہ واریت سے اجتناب کی ترغیب دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے لیے درس قرآن مرتب کیا جائے جیسا کہ دعوہ اکیڈمی کا ترجمہ وتفسیر قرآن کتابچوں کی شکل میں موجود ہے۔ اگر اسی کو درس قرآن کے لیے نصاب کے طور پر رکھ لیا جائے اور ملک کے طول وعرض میں ایک ہی طرح کا درس دیا جائے تو عوامی حلقوں میں تعصب، فرقہ واریت اور انتہا پسندی جیسی خصلتوں سے خلاصی ملے گی۔

۳.۲. مدارس ومساجد کی مسلکی حیثیت کا خاتمہ

قرآن مجید کے پیغام کو عام کرنے کے لیے مدارس اور مساجد کو مسلک وفرقہ کے نام سے موسوم کیے بغیر پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا جائے۔ کسی خاص مسلک کا نصاب مدارس میں پڑھانے کی بجائے مشترکہ نصاب پڑھایا جائے اور تحقیقی ذہن طلباء کو دیا جائے تاکہ مختلف مسالک کے درمیان وہ موازنہ کرسکے اور کسی ایک طرف کا ہو کر نہ رہ جائے۔ اسی طرح مساجد تمام فرقوں کے لیے کھلی ہوں اور کسی خاص نام کے ساتھ نہ ہوں۔

۳.۳. حکومتی سطح پر مؤثر قانون سازی اور اس کا عملی نفاذ

جب تک ریاست فرقہ واریت اور تکفیری رجحان کو سنجیدگی سے نہیں لے گی اور اس کے لیے مؤثر قانون پارلیمنٹ کے ذریعہ پاس کر کے عملی طور پر اس کو نافذ العمل نہیں بنائے گی، اس مسئلہ کا پائیدار حل ناممکن ہے۔ حکومت کی رِٹ جب تک قائم نہ ہو گی ملک میں پائیدار امن ناممکن ہے۔ جب ہر شخص کو علم ہو گا کہ اس معاملے میں یہ ملکی قانون ہے تو وہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا اور ممکنہ سزاؤں سے بچنے کی حتی المقدور بچنے کی سعی کرے گا۔ اس لیے فرقہ واریت کے ناسور سے نمٹنے کے لیے سخت قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جانا چاہیے۔

۳.۴. مختلف فرقوں کے نمائندوں کا سپریم کورٹ میں مباحثہ کا انتظام

---

[21] الحجرات ۴۹:۱۰۔

[22] پیغامِ پاکستان، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ط ۲۰۱۸ء)، ص ۱۹۔

[23] النساء ۴:۵۹۔

اسی طرح سپریم کورٹ کے ججز کے پینل کا تقرر کر کے مختلف فرقوں کے درمیان مباحثے کا انتظام کیا جائے اور اختلاف کو کم سے کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ مشترکات پر سب کا اتفاق کرایا جائے اور آپس میں رہنے کا ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے جس میں ایک دوسرے کو برداشت کرنا، آپس میں اخوت و بھائی چارے سے رہنا، ایک دوسرے کی مقدس شخصیات کا احترام کرنا وغیرہ اصول طے ہوں۔ پھر اس سے انحراف کی کسی بھی فریق کو اجازت نہ ہو۔

۳.۵ فرقہ پرست اور متشدد علماء کے بیانات پر پابندی

حکومت اس بات کو یقینی بنائے کہ فرقہ پرست، تکفیری رجحان رکھنے والے اور متشدد علماء کی تحاریر و تقاریر پر پابندی عائد کرے تاکہ کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ یا پھر انہیں پابند کیا جائے کہ وہ عوامی اجتماعات میں انتہاپسندی اور تشدد کو ہوا دینے والا بیان نہ کریں۔ اس سے بھی فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی۔ خصوصاً خطبہ جمعہ میں ہر قسم کے متنازعہ بیانات سے گریز کیا جائے۔

۳.۶ متنازعہ لٹریچر پر پابندی

ہر قسم کے متنازعہ لٹریچر کتب، رسائل، جرائد، پمفلٹ وغیرہ پر سرکاری طور پر پابندی عائد کی جائے۔ کسی بھی فرقہ کے اکابر اور معزز شخصیات کے خلاف کسی بھی قسم کا مواد قابلِ گرفت قرار دیا جائے اور ایسے مصنف، کاتب، پریس، کتب خانہ وغیرہ کے خلاف سخت سے سخت قانون سازی کی جائے اور انہیں سزا و جرمانہ کا مستحق قرار دیا جائے۔

۳.۷ اسلامی نظریاتی کونسل کے زیرِ نگرانی ملک کے طول و عرض میں سرکاری دارالافتاء کا قیام

اس کے علاوہ اسلامی نظریاتی کونسل کا دائرہ کار بڑھایا جائے اور اول چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں ایک ایک دارالافتاء کا قیام عمل میں لایا جائے اور پھر بتدریج صوبائی دارالحکومت سے ڈویژن اور ڈویژن سے ضلع و تحصیل کی سطح پر سرکاری دارالافتاء قائم کیا جائے نیز سرکاری سطح پر مفتیان کرام کا تقرر کیا جائے۔ علاوہ ازیں نجی دارالافتاء کا دائرہ کار عبادات کی حد تک فتویٰ دینے تک محدود کیا جائے۔

۳.۸ میڈیا کے ذریعہ قومی ذہن سازی

میڈیا کا شمار آج کے دور میں کسی بھی ریاست کے بنیادی ستونوں میں ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے کردار سے کسی ذی شعور کو انکار ممکن نہیں۔ اس کے منفی و مثبت کردار کے ساتھ قوم کی تخریب و تعمیر وابستہ ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے ذریعہ قوم کی راہ نمائی سرکاری سطح پر بھی کی جائے اور مسلمان کا اصل مقام و کردار اجاگر کیا جائے۔ اصل میں مومن کی یہ شان ہے کہ وہ مومنین کے لیے نرم خو اور کفار کے بارے میں سخت ہوتا ہے۔

۳.۹ مختلف مسالک کے علماء کی سربراہی میں متفقہ اسلامی عقائد و نظریات کو جمع کرنا

جید، معتدل اور اچھی شہرت رکھنے والے علماء کرام کی ایک کمیٹی ترتیب دی جائے جو پاکستان میں بسنے والے مختلف اسلامی فرقوں کے مشترکہ عقائد و نظریات کو یکجا کرے اور پھر اس کی تشہیر کی جائے۔ اور یوں آپس کے اختلاف کو کم سے کم کرنے میں مدد حاصل ہو گی اور یہ کاوش مختلف فرقوں کو آپس میں ایک دوسرے کے قریب لانے میں مفید ثابت ہو گی۔ اور تکفیری رجحان کی بیخ کنی ہو گی۔

۳.۱۰. عدل وانصاف

ملک میں جب تک پائیدار اور سستا انصاف مہیا نہیں کیا جائے گا اس وقت تک دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت اور تکفیریت کا عفریت سر اٹھائے ہمارے معاشرے کو برباد کرتا رہے گا۔ اس لیے حکومتی سطح پر ایسے اقدامات کیے جانے چاہیے کہ جن سے ایک عام آدمی کو عدالت سے فوری انصاف آسانی کے ساتھ مل سکے۔ ہمارا دین تو عدل وانصاف کی تاکید کرنے والا ہے اور سورۃ الحجرات کی اس آیت سے تو ہر قسم کے تفاوت کی بیخ کنی فرمادی نیز مالک ومملوک اور غلام وآقا کی تمیز ختم کردی:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ﴾[۲۴]

ترجمہ: بے شک مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اس جذبے سے جب ہر مسلمان سرشار ہوگا تو آپس میں نفرت، عداوت، تعصب وغیرہ جیسے قبیح جذبات معدوم ہو جائیں گے اور فرقہ واریت وانتہاپسندی کے بجائے محبت واخوت کے جذبات ابھریں گے۔

۳.۱۱. فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کو باعزت روزگار دینا

ملکِ عزیز میں سالانہ ہزاروں کی تعداد میں مختلف مکاتبِ فکر کے مدارس سے علماء تیار ہوتے ہیں۔ اگر ساتھ ہی ان کے لیے سرکاری طور پر باعزت روزگار کا بندوبست کیا جائے تو یہ ملک کے لیے مفید ثابت ہوں گے اور دوسری طرف کسی متعصب گروہ یا فرقہ کا آلہ کار بننے سے بھی محفوظ رہیں گے۔

نتائج وسفارشات

قرآن کریم مختلف عقائد و مذاہب کے ماننے والوں کو بھی قریب لانے کے لیے مشترکات پر متحد ہونے کی دعوت دیتا ہے اس کے ساتھ سیرتِ طیبہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپس کے اختلافات و تنازعات کبھی بھی پسندیدہ نہیں رہے بل کہ ان کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ عصرِ حاضر میں فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان کے عفریت سے نبرد آزما ہونے کے لیے مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے غیر جانب دار رہتے ہوئے قوانین کے نفاذ کو عملی جامہ پہنائیں۔ میڈیا فرقہ پرستی کے سدباب میں عوام کی ذہن سازی کرے اور کسی قسم کے اشتعال انگیز پروگرام کو نشر کرنے سے گریز کرے۔ اسی طرح پارلیمنٹ، عدالت، میڈیا اور علماء ہر ایک شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے کو اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے وطنِ عزیز کو فرقہ واریت اور تکفیری رجحان سے چھٹکارا دلانے کے لیے سعی وجدوجہد کرنی چاہیے۔ سب سے اہم ذمہ داری حکومت کی ہے کہ وہ اپنے وسائل اور طاقت کو استعمال میں لاتے ہوئے ملک ومعاشرہ کو فرقہ پرستی اور تکفیری رجحان کے عفریت سے نجات دلائے۔

کتابیات

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، **جامع الترمذی**، کتاب الفتن عن رسول، (بیروت: دار الاحیاء التراث)

---

[۲۴] الحجرات ۴۹: ۱۰۔

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، **صحیح مسلم**، کتاب الامارۃ، (بیروت: دار الجیل)

علامہ محمد اقبال، **بانگِ درا**، (لاہور: مطبوعات شیخ غلام علی، ط-اول ۱۹۷۶)

عبد الرحمٰن کیلانی، **تفسیر تیسیر القرآن**، (لاہور: مکتبۃ السلام، ۱۴۳۲ھ)

روزنامہ ایکسپریس، (اسلام آباد: دسمبر ۲۰۱۴ء)

روزنامہ **نوائے وقت**، (راولپنڈی: دسمبر ۲۰۱۴ء)

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷)

ابو داود سلیمان بن الأشعث السِّجِستانی، **سنن ابی داود**، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ)

پیغام پاکستان، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ط ۲۰۱۸ء)